شئونِ علمیہ

لڑکا یا لڑکی قدیم زمانے سے انسان اس فکر میں رہا ہے کہ معلوم کرے کہ پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی۔ ایک قدیم مصری نوشتہ میں جنین کے پہچاننے کا یہ طریقہ لکھا ہے کہ جو اور گیہوں کے دانوں کی دو پوٹلیاں لو۔ ان کو حاملہ عورت کے پیشاب میں روزانہ ترکرو۔ اگر جو کے دانے پہلے پھوٹیں تو حمل لڑکے کا ہے اور گیہوں پہلے پھوٹے تو لڑکی کا۔

اب جدید سائنس دانوں نے اس مسئلے کو دوسرے طریقوں سے حل کرنے کی کوشش کی۔ بعض ڈاکٹروں کا یہ کہنا ہے کہ جنین لڑکا ہو تو حرکت زیادہ ہوتی ہے۔ یہ حرکت تیسرے مہینے سے شروع ہو جاتی ہے۔ لیکن لڑکے کے قلب کی حرکت ذرا سست ہوتی ہے۔ یعنی لڑکے کی حرکتیں ۱۲۱ ہوتی ہیں تو لڑکی کی ۱۴۴۔

دوسرے ڈاکٹروں نے لاشعاعی امتحان سے معلوم کرنا چاہا۔ انھوں نے جنین کی وضع اور کمر کی شکل سے دریافت کرنا چاہا کہ لڑکا ہے یا لڑکی۔ لیکن ان طریقوں میں خطائی صد اتنی زیادہ تھی کہ ان طریقوں کو ترک کر دیا گیا۔

بلجیم کے ایک ماہر جنینیات نے ایک "بے خطا" حل تجویز کیا۔ حمل کے ساتویں مہینے میں اگر اس رطوبت کے چند قطرے حاصل کئے جائیں جس میں جنین گھرا رہتا ہے اور پھر ان قطروں پر چند کیمیائی عمل کئے جائیں تو اگر نیلی رنگت پیدا ہو تو لڑکا ہوگا۔ اگر سرخ ہو جائے تو لڑکی ہوگی ماہر جنینیات کا کہنا ہے کہ ۵۲ عورتوں میں یہ طریقہ صد فی صد کامیاب رہا۔ لیکن اس رطوبت کے قطرے حاصل کرنے میں خطرہ بھی ہے اس لئے مسئلہ اپنی جگہ جالب توجہ رہا۔

اب پیرس کے ایک ڈاکٹر ژان رسمان نے دعویٰ کیا ہے کہ انھوں نے اس مسئلہ کو حل کر لیا ہے۔ اور جنین کی جنس دریافت کرنے کا ایک آسان طریقہ حاصل ہو گیا ہے۔

طریقہ یہ ہے کہ حاملہ عورت کا پیشاب پچکاری کے ذریعہ نابالغ نر خرگوش میں داخل کیا جائے سان فرانسسکو کے دو ڈاکٹروں نے دس آزمائشی عورتوں میں اس طریقے کو استعمال کیا۔ ان کی شہادت یہ ہے کہ جب پیشاب نے خرگوشوں کے غدود میں امتلا پیدا کر دیا تو لڑکیاں تولد ہوئیں اور جب خرگوشوں میں کوئی غیر معمولی بات مشاہدے میں نہیں آئی تو ولادت لڑکوں کی ہوئی۔ اس سے ان ڈاکٹروں نے یہ نتیجہ نکالا کہ حمل میں لڑکی ہو تو حاملہ کے پیشاب میں وہ جنسی ہارمون موجود ہوتے ہیں جو خرگوش کے جنسی اعضا میں ایک عمل پیدا کر دیتے ہیں۔ اس طریقہ کی تکمیل کر کے ڈاکٹروں نے ۹۴ فی صد کامیابی حاصل کی۔

شکاگو کے ڈاکٹر گستاو ریپ نے حاملہ عورت کے دیگر افرازات جیسے آنسو، پسینہ، تھوک میں نر ہارمون کا پتہ لگایا۔ ڈاکٹر ریپ نے ڈاکٹر رچرڈسن کے ساتھ کام کر کے یہ نتیجہ نکالا کہ جنین اگر لڑکا ہو تو وہ اتنے نر ہارمون پیدا کرتا ہے کہ وہ حاملہ کے تھوک میں بھی آ جاتے ہیں۔ لیکن لڑکی ہو تو وہ نر ہارمون نہیں خارج کرتی۔

پس اس لعابی آزمائش کو کام میں لا کر دونوں سائنس دانوں نے ۲۲۱ ولادتوں میں سے ۲۱۸ کی جنسیت صحیح صحیح بتلا دی۔ یہ گویا ۹۸ فیصد کامیابی ہوئی۔ وہ کہتے ہیں کہ "اگر حاملہ کو ذیابیطس نہ ہو اور وہ اسپیرین جیسی دوائیں نہ استعمال کرے تو ہماری آزمائشیں درست ٹھیریں اور ہم کو ۱۰۰ فی صد کامیابی حاصل ہو۔

اب پیرس کے ڈاکٹر رسمان نے یہی دعویٰ کیا ہے کہ انھوں نے اس لعابی آزمائش کو مکمل کر لیا ہے۔ چنانچہ اکتوبر ۱۹۵۲ء سے لے کر ختم سال ۱۹۵۳ء تک انھوں نے فرانس میں کوئی ۱۰،۰۰۰ عورتوں میں آزمائش کی۔ یہ گویا سالانہ شرح پیدائش کا ۱۲ فی صد ہے۔

ایک دوسرے فرانسیسی کیمیاداں شارل ولیر نے امریکہ میں اپنا مستقر قائم کیا ہے تاکہ ڈاکٹر رسمان کے ایجاد کردہ سادہ لعابی آزمائش کو ترویج کرے۔ ڈاکٹر رسمان نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ انھوں نے وہ اشیاء دریافت کر لی ہیں جو نر جنین کے خارج کردہ ہارمونوں کے

ساتھ حمل کے ایک معین زمانے میں نکلتی ہیں۔ اگر ہارمون موجود ہیں تو ولادت لڑکے کی ہوگی نہ ہوں تو لڑکی کی ہوگی۔ ڈاکٹر دلبر کا کہنا ہے کہ یہ عمل بہت ہی سادہ ہے۔

حمل کو جب چوتھا یا پانچواں مہینہ ہوتا ہے تو ایک صبح حاملہ کو ذریعہ ڈاک ایک چھوٹا سا کاغذی پا پڑ بھیجا جاتا ہے۔ وہ ایک خاص کیمیائی عرق میں بھیگا ہوتا ہے۔ ناشتہ کرتے یا دانت مانجنے سے پہلے وہ اس پا پڑ کو اپنی زبان پر رکھتی ہے اور اپنے لعاب سے اسے تر کر دیتی ہے۔ پھر ایک لفافہ میں اس پا پڑ کو بند کر کے دلبر کے تجربہ خانے بھیج دیتی ہے اور فیس کے پانچ ڈالر بھی ملفوف کر دیتی ہے۔

تجربہ خانے میں اس پا پڑ پر ایک عمل کیا جاتا ہے۔ اگر وہ ارغوانی ہو جائے تو جنین لڑکا ہے۔ اگر بے رنگ رہے تو لڑکی ہے۔ چند دنوں کے بعد اس کو ذریعہ ڈاک اطلاع دے دی جاتی ہے کہ ولادت لڑکے کی ہوگی یا لڑکی کی۔ پھر حاملہ اسی مناسبت سے کپڑے وغیرہ تیار رکھتی ہے۔

دلبر جنسیات کی ضمانت دیتا ہے۔ اگر پیش گوئی غلط نکلے تو فیس واپس کر دی جاتی ہے۔ دلبر کا کہنا یہ ہے کہ ہم صرف ۲ فی صد خطا کرتے ہیں اور وہ بھی ایسی صورت میں کہ پیدائش جڑواں کی ہو یا پا پڑ زبان پر حمل کے چوتھے مہینہ سے قبل یا پانچویں مہینے کے بعد رکھا گیا ہو۔ اس وقت بھی ہم کو دقت ہوتی ہے جب کہ شوہر صاحب مذاق پر اتر آتے ہیں اور پا پڑ اپنی زبان پر رکھ لیتے ہیں۔

ان تمام نتائج کے باوجود امریکہ کی میڈیکل ایسوسی ایشن نے خاموشی اختیار کر رکھی ہے لیکن دلبر اس کو اہمیت نہیں دیتا۔ وہ کہتا ہے کہ ہماری آزمائش کو کوئی طبی اہمیت حاصل نہیں ہے۔ یہ تو صرف پر امید والدین کی تسکین کا ایک ذریعہ ہے۔

(ن۔ ا۔ ع)